© rasailojaraid.com

فکر و نظر

جناب برجیس زیدی

دینی رسائل کی مشکلات اور ہماری اخلاقی ذمہ داری

انسان ہر دور میں اپنے علم میں اضافے کا خواہاں رہا ہے۔ حصولِ علم کے مختلف ذرائع ہیں اور وہ ان سے اپنی سہولت کے مطابق بھرپور استفادہ کرنے کی کوشش کرتا ہے اس سلسلے میں کتب ورسائل بڑا اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ دُنیا کے مختلف نظاموں میں اسلام ہی وُہ واحد دین ہے جو اپنے تمام ماننے والوں کے لیے، خواہ وُہ کسی بھی طبقہ، گروہ اور نسل سے تعلق رکھتے ہوں، علم حاصل کرنے کو فرض قرار دیتا ہے۔ اس سلسلے میں اس نے مرد و زن کی تفریق بھی روا نہیں رکھی ہے۔ بلکہ مردوں اور عورتوں پر علم حاصل کرنے کو فرض قرار دیا ہے۔ عام افراد میں دینی شعور پھیلانے اور اُن کی ذہنی و اخلاقی تربیت میں دینی رسائل اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ لیکن افسوس کہ آج کے دور میں سب سے زیادہ خراب حالت انہی دینی رسائل کی ہے اور وُہ گوناگوں مسائل سے دوچار ہیں۔ مسائل کی اس کشمکش میں بہترین رسائل دم توڑ چکے ہیں۔ کچھ سخت جان رسائل ابھی باقی ہیں، تاہم ان کا جاری رہنا اس بات کی ضمانت ہے کہ اب بھی معاشرے کے کسی نہ کسی طبقے میں دین سے محبت بلکہ اسے ایک نظامِ حیات کے طور پر اپنانے کی تڑپ ولگن موجود ہے۔

یہ ایک تلخ حقیقت ہے کہ موجودہ مادیت پرستانہ دور میں محض مغرب کی نقالی میں ہم اپنے اخلاقی معاشرتی احساسات تک سے بے حس ہوتے جا رہے ہیں، ہمارے ذہنوں میں ایک آرام دہ زندگی کا تصور اتنا گہرا ہو چکا ہے کہ ہم اپنی اخلاقی، دینی ذمہ داری تک کو بھلا بیٹھے ہیں۔ ایک زمانہ وہ تھا جب نجی محفلوں میں چھوٹے اپنے بزرگوں کی علمی و اخلاقی بحثیں سنا کرتے تھے۔ اور آج صورت حال یہ ہے کہ دینی گفتگو تو کجا، بڑے اور چھوٹے سبھی اس تصور پہ بات

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کرنے کے بھی روادار نہیں۔ علاوہ ازیں گزشتہ دورِ حکومت میں ادب و ثقافت کے نام پر جو کھیل شروع ہوا، بچوں، جوانوں، بوڑھوں اور خواتین تک کو تحیر، سسپنس اور مافوق الفطرت قصے کہانیوں کے ذریعے بڑی چابکدستی سے دینی راہ سے ہٹا کر بے مقصدیت کی راہ پر لگایا گیا۔ یہ ایک المیہ سے کم نہیں۔ اس سلسلے میں ڈائجسٹوں نے اہم ترین رول ادا کیا۔ ڈائجسٹوں کے اس رول سے نہ صرف ہماری نسلِ نو کے اخلاق تباہ ہوتے بلکہ جرائم میں بکثرت اضافہ ہوا ہے اور یہ سلسلہ آج بھی جاری ہے۔ صرف وقت گزاری کے لیے بے مقصد لٹریچر کی اشاعت سے کتنے گھر ویران ہوتے؟ کتنے ذہن صرف الفاظ کی لذت کشی میں برباد ہوئے؟ کتنی خواتین کی زندگیوں میں زہر گھولا گیا؟ کتنے معصوم ذہنوں کو دینی شعائر سے بیگانہ بنایا گیا؟ آخر کسی کے گھر، زندگی اور نئی نسل کو تباہ کر کے انہیں کیا ملا؟ اپنی چند معاشی ضروریات کے لیے معاشرے کے سکون کو تباہ کر کے کیا حاصل ہوا؟ یہ وہ سوال ہے جس پر ہر دردمند مسلمان کو خلوصِ دل سے سوچنا چاہیے۔ ظاہر ہے اخلاق کی یہ تباہی اس لیے ہے کہ ہم مادیت کے سیلاب میں بہہ گئے ہیں۔ ہماری معاشرتی اقدار تبدیل ہو گئی ہیں۔ دینی شعائر کو چھوڑا تو رسوائیاں ہمارا مقدر قرار پائیں۔ آج کسی بھی فرد سے ملیے، وہ معاشرتی اقدار کے زوال پر نوحہ خواں نظر آئے گا لیکن کچھ کرنے پر آمادہ نہیں۔ اگر ہم میں سے ہر شخص اپنی جگہ بھرپور کوشش کرے، دینی رسائل کو پھیلانے میں اپنا کردار ادا کرے، خود بھی دینی رسائل کا مطالعہ کرے اور ان کو دوسروں تک پہنچانے کی کوشش کرے تو کوئی وجہ نہیں کہ یہ جمود توڑا نہ جا سکے۔ ایک دوسرے کی طرف دیکھنے سے مسئلہ حل نہیں ہو گا۔ ہر فرد آگے بڑھ کر اپنی ذمہ داری ادا کرے، ان شاء اللہ کامیابی و کامرانی ہمارا مقدر قرار پائے گی۔ دینی رسائل کی وسیع پیمانے پر اشاعت سے ہم جہاں اپنے اخلاقی، معاشرتی، معاشی مسائل پر غور و فکر کی راہیں وسیع پائیں گے وہیں جرائم میں کمی بھی ممکن ہے۔ معاشرے کی تمام تر بے حسی کے باوجود آج بھی ملک کی اکثریت دین سے والہانہ محبت رکھتی ہے اور اس کا فہم و ادراک بھی! پس ہمیں اس ضمن میں اپنے اوپر عائد ذمہ داری کو پورا کرنا ہو گا۔

اگر آج کے نوجوانوں کی دینی معلومات کا جائزہ لیا جائے تو افسوسناک

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

صورت حال نظر آتی ہے۔ دینی رسائل کے پھیلاؤ سے ہم اس صورت میں تبدیلی لاسکتے ہیں اور اس تبدیلی کا لانا ہماری ناگزیر ضرورت بھی ہے۔ ورنہ اس کے بغیر ہم نئی نسل کی تباہی کی ذمہ داری سے بچ نہیں سکتے۔

ہماری نظر میں دینی رسائل کے مسائل کو حل کرنے کے لیے مندرجہ ذیل اقدامات کیے جاسکتے ہیں:

۱۔ دینی رسائل کو نیوز پرنٹ کے حصول میں شدید دشواریوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

حکومت دینی رسائل کو نیوز پرنٹ حاصل کرنے کے لیے خصوصی سہولتیں مہیا کرے، بالخصوص ایسے رسائل وجرائد، جو فرقہ واریت سے بلند ہو کر دینی شعور اور خدمات کا اچھا ریکارڈ رکھتے ہوں، ان کی معاونت کرے تاکہ وہ اپنا کردار موثر انداز میں ادا کرسکیں۔

۲۔ دینی رسائل کو زندہ رکھنے اور وسیع پیمانے پر ان کی اشاعت کی ذمہ داری ان کے قارئین پر بھی عائد ہوتی ہے۔ قارئین کا وسیع حلقہ موجود نہ ہو تو کوئی رسالہ خواہ کتنا ہی مفید کیوں نہ ہو اپنی اشاعت وسیع نہیں کرسکتا۔ لہٰذا قارئین کو چاہیے کہ انہیں اپنے حلقہ میں متعارف کرا کر ان کی توسیع اشاعت میں خاص دلچسپی لیں۔

اشتہارات کے بغیر کوئی رسالہ چل ہی نہیں سکتا۔ اس اعتبار سے اگر دینی رسائل کا جائزہ لیا جائے تو وہ سخت قسم کی دشواریوں میں مبتلا ہیں۔ ایک طرف تو ان کی اشاعت بہت کم ہے، دوسری طرف انہیں سرکاری اشتہارات نہیں ملتے۔ فنڈ کی اس کمی کی بنا پر یہ رسائل نہ تو ضروری عملہ ترتیب دے سکتے ہیں اور نہ ہی اس عملہ کے ضروری نجی اخراجات پورے ہوتے ہیں۔ لہٰذا وہ اس میں خاطر خواہ دلچسپی نہیں لے سکتا۔ دینی رسائل، عامیانہ قسم کے اشتہارات تو شائع کر نہیں سکتے لہٰذا ضروری ہے کہ اس سلسلہ میں حکومت اپنی ذمہ داریوں کو پورا کرے۔ تمام دینی رسائل کی فہرست مرتب کرائے اور ان میں سے ایسے رسائل جو دینی تعلیمات اور فہم کو مشنری اسپرٹ سے پھیلا رہے ہوں، ان کے لیے خصوصی اشتہارات کا

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کوٹہ مقرر کرے کیونکہ یہ رسائل نہ تو دولت سمیٹنے کا ذریعہ ہیں اور نہ ہی یہ کمرشل بنیادوں پر چلائے جاتے ہیں بلکہ یہ تو ایک مقدس مشن کی تکمیل کے لیے اپنی مقدور بھر کوشش کر رہے ہیں۔

دوسری طرف نیم سرکاری ادارے اور مخیر تاجر حضرات بھی اشتہارات کے ذریعے ان رسائل کی مالی امداد کر کے انہیں بروقت اپنی اشاعت مارکیٹ میں لانے میں مدد دے سکتے ہیں۔

تیسری طرف وہ صاحب حیثیت افراد ہیں، جنھیں اللہ تعالیٰ نے بہترین مادی وسائل سے نوازا ہے۔ ان کی یہ اخلاقی ذمہ داری ہے کہ وہ ان رسائل کی دامے درمے خصوصی معاونت کریں۔ اس طرح وہ اپنی دولت نیک کام کے فروغ میں صرف کریں گے جس کا اجر بہر حال انہیں مل کر رہے گا۔ آخر ہمارے ملک کے بڑے بڑے ادارے لاکھوں روپیہ صرف کر کے اپنے ناظرین کو تفریح کا سامان بھی تو مہیا کرتے ہیں، اگر ان اخراجات کا چوتھائی حصہ بھی دینی رسائل کی طرف منتقل کر دیا جائے تو کوئی وجہ نہیں کہ وہ اپنی مشکلات پر قابو نہ پا سکیں۔ دینی رسائل ہماری انہی کوتاہیوں اور نظر انداز کرنے والی پالیسی کی بناء پر بے پناہ مسائل میں گھرے ہوتے ہیں اور وہ باقاعدگی سے مارکیٹ میں نہیں پہنچ پاتے۔ ان مسائل کے حل کے لیے ہم سب کو مل کر کوشش کرنا ہوگی تب کہیں جا کر یہ رسائل معاشرے کی بہتری میں بطریق احسن اپنی ذمہ داریاں پوری کر سکیں گے ——— لیکن اگر اس ضمن میں کوئی قدم نہیں اٹھایا جاتا اور موجودہ صورتِ حال برقرار رہتی ہے تو اس کا جو نتیجہ نکل سکتا ہے، اس کا اندازہ ہر ذی شعور فرد خود ہی کر سکتا ہے۔

ادارۂ محدّث کی طرف سے
قارئین محدّث کو
عید مُبارک قبول ہو!

© rasailojaraid.com